علماء کرام کے مابین اختلاف میں ابتدائی طالبعلم کیا مؤقف اختیار کرے؟

فضیلۃ الشیخ ربیع بن ہادی المدخلی حفظہ اللہ

(سابق صدر شعبۂ سنت، مدینہ یونیورسٹی)

ترجمہ: طارق علی بروہی

مصدر: بهجة القاري بفوائد منهجية و دروس تربوية من كتاب الاعتصام بالكتاب و السنة من صحيح البخاري، س 4 ص 76-

پیشکش: توحیدِ خالص ڈاٹ کام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال: ایک ابتدائی طالبعلم کا اس اختلاف کے تعلق سے کیا مؤقف ہونا چاہیے جو علماء سنت کے مابین ان کے بعض فتاویٰ میں ہوجاتا ہے، خصوصاً جبکہ ان میں سے بعض بعض علماء کے لیے تعصب کرتے ہیں اور یہ انہیں اس بات پر ابھارتا ہے کہ وہ دوسرے عالم کی شان میں تنقیص کرتے ہیں، پس آپ کس طرح نوجوانوں کی اس باب میں رہنمائی فرمائیں گے، وجزاکم اللہ خیراً؟

جواب: میں نوجوانوں کو اپنے بارے میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی جانب رہنمائی کروں گا۔ اور یہ کہ وہ اپنے آپ کو اس قسم کے اختلافات میں جو اہل سنت کے مابین واقع ہوتے ہیں حق کی معرفت حاصل کرنے اور حق و باطل میں تمیز کرنے کا عادی بنائیں۔ کیونکہ کبھی اختلاف اہل سنت اور اہل بدعت کے مابین ہوتا ہے، یا کسی ایسے انسان کے مابین جو کہ پہلے سنت پر تھا لیکن بدعت میں داخل ہوگیا اور عناد کا مظاہرہ کیا، تو اس قسم کے شخص پر یہ بات صادق نہیں آئے گی کہ یہ اہل سنت کے مابین اختلاف ہے۔ کیونکہ بلاشبہ بعض لوگوں کے یہاں بہت سی بدعات، گمراہیاں، فسق وفجور، جھوٹ وکذب وخیانت اور دیگر جرائم ہوتے ہیں، پھر بھی کہتے ہیں: وہ اہل سنت میں سے ہے اور یہ محض شخصی اختلاف ہے! حالانکہ یہ سب باتیں جھوٹ ہیں اور اہل باطل کے اسالیب میں سے ہے تاکہ وہ اپنے باطل کو ترویج دے سکیں، اور انہیں دھوکے میں رکھ سکیں کہ جن کے پاس سلفیت میں سے کچھ پایا جاتا ہے۔

پس آپ اگر اختلاف پائیں تو کلام نہ کریں، بلکہ حق کی جستجو کریں، ان امور کے آگے جھک نہ جائیں جب تک آپ مخطی ومصیب (غلطی کرنے والے اور صحیح بات پر ہونے والے) کو نہ جان لیں۔ تب جاکر آپ پر حق کو علی الاعلان بیان کرنا واجب ہوگا، کیونکہ یہ بات اسلام اور حق کی نصرت کہلائے گی۔ جبکہ ہمیشہ ہی سکوت اختیار کیے رکھنا اور ہمیشہ ہی غیر جانبدار رہنا، یہ حق کی

نصرت چھوڑ دینا ہے۔ لہذا ایک طالبعلم کو چاہیے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں فقہ و منہج سلف کے مطابق تحقیق کرے یہاں تک کہ اس کے سامنے سورج کی طرح حق عیاں ہو جائے۔ پھر اس کے بعد اس حق کے ساتھ بات کرے، لیکن اگر اس کے سامنے حق ظاہر ہوا پھر بھی وہ باطل کے ساتھ کلام کرتا رہا تو وہ اہل بدعت و اہواء میں سے ہو جائے گا۔ کیونکہ مظلوم کی اور حق کی نصرت کرنا تمام مسلمانوں پر ایک حتمی امر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا"[1]

(اپنے بھائی کی مدد و نصرت کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم)۔

اگر آپ کے بھائی پر ظلم ڈھایا جارہا ہے تو آپ پر واجب ہے کہ دنیاوی لحاظ سے آپ اس کی مدد کریں تو پھر دینی لحاظ سے کیا حال ہو گا؟ دین کی وجہ سے اس پر ظلم کیا جارہا ہے، دین کی وجہ سے اسے ذلیل کیا جارہا ہے، دین کی وجہ سے اسے اذیت دی جارہی ہے، پھر بھی اپنی مخبوط الحواسی میں رہنا اور خود کو یہ کہتے ہوئے مطمئن کرنا اور تسلی دینا چاہتے ہیں کہ: یہ تو شخصی نوک جھونک ہے اور اہل سنت کے مابین اختلاف ہے؟!!

تو اس میں داخل ہوں (مگر) علم، حجت اور برہان کے ساتھ، ناکہ بیوقوفی، طیش اور اندھی تقلید کے ساتھ۔ کیونکہ بعض لوگ بس تقلید کرتے ہیں۔ حتی کہ باطل اور ظلم میں بھی، ہرگز نہیں! کوشش کرو کہ حق کو اس کی دلیل کے ساتھ جانو اور اسی کے ذریعے اللہ کے لیے دین داری اختیار کرو۔ چناچہ اس وقت آپ کا موقف حق کی نصرت اور باطل کی سرکوبی کے لیے ہونا چاہیے۔

ایک سچا مومن سوائے حق کے کسی چیز کی خاطر دوستی و دشمنی نہیں کرتا، اللہ کی کتاب، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور جس چیز پر سلف تھے اس کی خاطر۔ البتہ جیسا کہ بعض لوگوں کا حال ہے کہ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اہل سنت میں سے ہیں لیکن وہ باطل کی خاطر دوستی و دشمنی کرتے ہیں، تو ان جیسوں میں کافر و مجرم تاریوں سے مشابہت پائی جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ قُتِلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ يَدْعُو عَصَبِيَّةً أَوْ يَنْصُرُ عَصَبِيَّةً فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ"[2]

---

[1] أخرجه البخاري، كتاب المظالم، باب: أعن أخاك ظالماً أو مظلوماً 2311، عن أنس بن مالك رضي الله عنه.

[2] أخرجه مسلم، كتاب الإمارة، باب: الأمر بلزوم الجماعة عند ظهور الفتن 4898، عن جندب بن عبدالله رضي الله عنه.

(جو کسی اندھے جھنڈے کے تحت مارا گیا کہ وہ عصبیت کی طرف دعوت دیتا تھا یا اپنی عصبیت ہی کی نصرت کرتا تھا، تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے)۔

اور یہ تو بالکل اندھی عصبیت ہی ہے۔

میرا ایک کتابچہ بھی ہے مذموم تعصب کے رد میں[3]۔ اسے پڑھیں کہ اس میں اچھی خاصی تفصیل ہے، اللہ تعالی سے دعاء ہے کہ اس کے ذریعے سے نفع پہنچائے۔ اور اگر کوئی مسلمان اس قسم کی کتاب نہ پڑھے تو اسے چاہیے کہ پھر اندھی تقلید وتعصب و اہواء پرستی کی مذمت میں سلف کے کلام کا تتبع کرے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (القصص:50)

(اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو اللہ تعالی کی طرف سے کسی ہدایت کے بغیر اپنی خواہش کی پیروی کرے۔ بے شک اللہ تعالی ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا)

پس ایک مومن ہمیشہ ہدایت پر چلتا رہتا ہے اور وہ کتاب وسنت پر گامزن رہتا ہے۔ اگر وہ کتاب وسنت کی مخالفت کرتا ہے تو یقیناً وہ خواہش نفس، اندھیروں اور باطل پر گامزن ہے، ہم اللہ تعالی سے عفوودرگزر وعافیت کا سوال کرتے ہیں، پھر اس کے بعد فتنہ رفتہ رفتہ اس میں سرایت کرتا جاتا ہے۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تُعْرَضُ الْفِتَنُ عَلَى الْقُلُوبِ كَالْحَصِيرِ عُودًا عُودًا فَأَيُّ قَلْبٍ أُشْرِبَهَا نُكِتَ فِيهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ وَأَيُّ قَلْبٍ أَنْكَرَهَا نُكِتَ فِيهِ نُكْتَةٌ بَيْضَاءُ حَتَّى تَصِيرَ عَلَى قَلْبَيْنِ عَلَى أَبْيَضَ مِثْلِ الصَّفَا فَلَا تَضُرُّهُ فِتْنَةٌ مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَالْآخَرُ أَسْوَدُ مُرْبَادًّا كَالْكُوزِ مُجَخِّيًا لَا يَعْرِفُ مَعْرُوفًا وَلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا إِلَّا مَا أُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ“[4]

(فتنے دلوں پر یکے بعد دیگرے ایسے آئیں گے جیسے بوریے یا چٹائی کی تیلیاں ایک کے بعد ایک ہوتی ہیں، پھر جس دل میں وہ فتنہ رچ بس جائے گا تو اس میں ایک کالا داغ پیدا ہو جائے گا اور جو دل اس کو نہ مانے گا اس میں ایک سفید نکتہ پیدا ہو جائے گا، یہاں تک کہ (اسی طرح دھبے لگتے لگتے) دو دل بن جائیں گے۔ ایک تو خالص سفید چکنے پتھر کی طرح جسے کوئی فتنہ نقصان نہ پہنچا سکے گا

---

3 التعصب الذميم وآثاره.

4 أخرجه مسلم، كتاب الإيمان، باب: أن الإسلام بدأ غريباً وسيعود... 211، عن حذيفة رضي الله عنه

جب تک آسمان وزمین قائم ہیں۔ جبکہ دوسرا دل کالا سفیدی مائل اوندھے کوزے کی طرح جو نہ کسی اچھی بات کو اچھی بات سمجھے گا، اور نہ ہی کسی بری بات کو بری مگر وہی جو اس کے خواہش نفس کے موافق ہو)۔

جس کے لیے اللہ تعالی خیر کا ارادہ فرماتا ہے وہ ان شبہات اور ان فتنوں کا رد کرتا ہے اور ان انہیں منکر جانتا ہے اگرچہ اپنی فطرت سے ہی، فرمایا:

(جو دل اس کو نہ مانے گا اس میں ایک سفید نکتہ پیدا ہو جائے گا)۔

یہاں تک کہ دل دو انواع کے بن جائیں گے:

(ایک تو خالص سفید چکنے پتھر کی طرح جسے کوئی فتنہ نقصان نہ پہنچا سکے گا جب تک آسمان وزمین قائم ہیں)۔

اللہ تعالی نے اسے منکر وباطل کے انکار کا یہ صلہ دیا کہ اس کے دل پر سفید نقطہ لگا کر تاقیامت اللہ نے اس قابل ستائش مؤقف کو اختیار کرنے کی وجہ سے اس کی حفاظت کی، اسے اب کوئی فتنہ نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اور یہ ایک بہت بڑی بات ہے یا جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ یہ ایک (فیصلہ کن) دوراہا ہے:

یا تو باطل کا انکار کرو تا کہ تمہارے دل پر سفید نقطہ لگ جائے اور اللہ تعالی تمہیں گمراہی میں واقع ہونے سے بچائے۔

یا پھر باطل کے ساتھ ہی چلتے رہو اور اسے قبول کرکے پی جاؤ، تو پھر شر اور پستی میں بڑھتے جاؤ یہاں تک کہ تمہارا دل سفیدی مائل سیاہ ہو جائے جیسے الٹا ہوا کوزا و پیالہ ہو کہ جو نہ معروف کو معروف جانے نہ منکر کو منکر۔

الأسود المرباد دراصل بدترین رنگ ہوتا ہے، اور اس کی شکل وصورت نہایت ہیبت ناک وقبیح ہوتی ہے۔ اور فرمایا جیسے الٹا ہوا کوزا یعنی اس کا منہ نیچے کی طرف ہے اور اس کے نیچے کا حصہ اوپر کی طرف ہے، تو آپ اس میں پانی ڈالنا چاہیں بھی تو وہ کسی چیز کو قبول نہیں کرسکے گا (سب باہر بہہ جائے گا)۔ پس اس کے پاس حق اور خیر آتی ہے مگر وہ کبھی بھی اسے قبول نہیں کرتا، سوائے اس کے جو اس کی خواہش نفس میں سرایت کرجائے لہذا وہ سوائے باطل کے کچھ قبول نہیں کرتا۔ اور پھر فتنہ شروع ہو جاتا ہے، اور اللہ تعالی اپنے بندے کا امتحان لیتا ہے چناچہ اگر اللہ تعالی اسے توفیق دیتا ہے اور وہ باطل کا انکار کرتا ہے تو اللہ تعالی اسے یہ صلہ دیتا ہے کہ وہ اس کی حمایت وحفاظت فرماتا ہے تاکہ وہ فتنے میں واقع نہ ہو جائے، پس اسے تاقیامت فتنے نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اور اگر وہ اس فتنے کو پی جاتا ہے (قبول کرلیتا ہے) تو اس کے دل پر سیاہ نقطہ لگا دیا جاتا ہے پھر وہ بڑھتا رہتا ہے بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ پورا سیاہ دل بن جاتا ہے سفیدی مائل سیاہ (بدترین) رنگ۔ پھر (اس کی فطرت ونظام ہی) برعکس اور الٹ جاتا ہے

کہ نہ وہ معروف کو معروف جانتا ہے نہ ہی منکر کو منکر، سوائے اس کے جو اس کی خواہش نفس کو بھائے۔ (جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے کہ):

”يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنْ الدُّنْيَا“[5]

(دنیا کے چند ٹکوں کے لیے اپنا دین بیچ دیتا ہے)۔

اس کی (سوچ کے) الٹا ہو جانے اور فتنوں کے پی جانے کا سبب (اللہ اعلم) دنیا کی محبت اور اسے اللہ کے دین حق پر فوقیت دینا ہوتا ہے۔ لہذا آخرت کے طالب بنو نا کہ دنیا کے طالب، اور حق کے طالب بنو۔ علم کو اس کے صحیح مصادر سے حاصل کرو اور اس سے تمسک اختیار کرتے ہوئے جبڑوں کے دانتوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو۔ جیسا کہ اس کا حکم ہمیں رسول اللہ ﷺ نے دیا ہے۔ اور آپ کبھی بھی باطل سے حق کو الگ کر کے نہیں جان سکتے جب تک سنت رسول ﷺ اور سنت خلفائے راشدین کی طرف رجوع نہ کریں۔ پس اس طرح سے حق پرست اور باطل پرست، اور حق و باطل میں تمیز کریں، پھر جب اسے جان لیں تو اس سے تمسک اختیار کریں اور جبڑوں کے دانتوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑ لیں۔

الفخر الرازی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک کلام ہے جو پڑھنے کے لائق ہے، اور یہ آئمہ کلام میں سے تھے، اور ان کے یہاں بہت سے غلطیاں پائی جاتی تھیں۔ لیکن یہاں انہوں نے برحق کلام کہا ہے، فرمایا:

”اگر تم کماحقہ غور وفکر کرو گے تو پاؤ گے کہ یہ بیماری (یعنی تعصب کی بیماری) اکثر اہل دنیا کی رگوں میں دوڑ رہی ہو گی“[6]۔

مذاہب، رائے، فکر، سیاست، حزب وقبیلے کے لیے تعصب کی بیماری بہت سے لوگوں میں رچ بس گئی۔ تو اگر وہ آج زندہ ہوتے اور یہ سب دیکھتے تو کیا حال ہوتا۔ وہ عجائبات دیکھتے جو اس سے کہیں بڑھ کر تباہ کن ومہلک ہیں جو ان کے دور میں پائے جاتے تھے؟ ان کے دور میں تو مذاہب اور علماء کے لیے تعصب برتا جاتا تھا جبکہ آج تو جاہلوں بیوقوفوں، فاسق وفاجر مجرموں تک کے لیے تعصب برتا جاتا ہے۔

---

[5] أخرجه مسلم، كتاب الإيمان، باب: الحث على مبادرة بالأعمال قبل تظاهر الفتن 328، عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ.

[6] اسے الرازی نے سورۃ التوبۃ کی آیت 31 کی تفسیر میں ذکر کیا اور اسے اپنے بعض شیوخ کی طرف منسوب کیا، فرمایا: ہمارے شیخ اور مولانا خاتم المحققین والمجتہدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، پھر یہ عبارت مکمل ذکر فرمائی۔

اللہ تعالی کے اس فرمان کی تفسیر میں الفخر الرازی نے یہ کلام ذکر کیا:

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (التوبۃ: 31)

(انہوں نے اپنے علماء اور اپنے درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنالیا)

چناچہ انہوں نے مذاہب کے لیے تعصب کو اس باب میں شمار کیا ہے۔ یعنی کہ احبار ور ہبان (علماء اور درویشوں) کو اللہ کے سوا اپنا رب بنانے کے باب میں۔ آپ کیسے کسی مذہب کے لیے تعصب کر سکتے ہیں جبکہ اس کی وجہ سے آپ سے بہت سے سنتیں چھوٹ جاتی ہیں؟! کیونکہ حق کسی ایک معین مذہب میں تو موجود نہیں، بلکہ اس میں حق ہونے کے باوجود بہت سی وہ حق باتیں چھوٹ جاتی ہیں جو دوسرے میں موجود ہیں۔ حق ان کے مجموعے میں ہے کہ جس سے کوئی چیز ضائع نہیں ہوتی (چھوٹتی نہیں)۔ لیکن ایک (معین) مذہب میں تو حق بھی ہے اور غلطی بھی، اور دوسرے میں بھی اسی طرح اور ان کے علاوہ میں بھی اسی طرح ہے، ان کے مابین تفاوت کے لحاظ سے۔ چناچہ اگر آپ ایک مذہب کو ہی اپنا لیں گے پورا کا پورا اس کی خطاء وصواب سب کچھ، تو یہ ظلم اور وبال ہوگا، اور مرض و اہواء پرستی ہوگی۔ لیکن ہاں آپ حق کے متلاشی اور تحقیق کرنے والے بنیں، تو ہر مذہب میں سے جو حق ہے اسے لے لیں اور غلطی کو چھوڑ دیں۔ دلیل کے ساتھ ساتھ چلیں۔ اس قسم کی تمیز و امتیاز حاصل نہیں ہو سکتا مگر صرف اسے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو جانتا ہے اور ان کا اہتمام کرتا ہے۔ تو اس کے پاس ایک نور ہوتا ہے جس کے ذریعے وہ غلطی کو پہچان لیتا ہے اگرچہ وہ غلطی آئمہ میں سے سب سے بڑے امام کے پاس ہی کیوں نہ پائی جائے۔

علماء کرام تعصب کے خلاف لڑتے رہے ہیں۔ کوئی بھی عالم ایسا نہیں گزرا کہ جس نے تعصب اور تقلید کے خلاف جنگ نہ کی ہو۔ اور یہ بات و اصول مقرر فرما دیا کہ ہر ایک کی بات کو لیا بھی جا سکتا ہے اور چھوڑا بھی سوائے رسول اللہ ﷺ کے، حتیٰ کہ جو آحاد صحابہ (ان کے منفرد مسائل) ہیں ان میں سے بھی جو سنت کے موافق ہوتا ہے اسے لیا جاتا ہے، اور جس میں ان سے اجتہاد کرتے ہوئے مخالفت ہو جاتی ہے تو اسے مسترد کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ صحابی اپنی خواہش نفس کی پیروی نہیں کر رہا ہوتا لیکن بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ وہ اجتہاد کرتا ہے اور غلطی ہو جاتی ہے، کیونکہ وہ معصوم تو نہیں، اہل سنت کے نزدیک عصمت تو صرف انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے ہے، نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے اور نہ ہی کسی غیر کے لیے۔ البتہ صحابہ کرام کی غلطیاں بہت کم ہیں، ساتھ ہی وہ اجتہاد کی بنا پر ہیں نا کہ ہوا پرستی میں۔ ان میں سے کسی سے اگر غلطی ہو جاتی پھر اس پر ان کا کوئی بھائی انہیں متنبہ کرتا تو وہ رجوع کر لیتے، یہ ہے ان کا امتیاز۔ اسی طرح آئمہ کرام رحمہم اللہ تھے امام الشافعی رحمہ اللہ نے اجتہاد کیا اور عراق میں کتاب لکھی، پھر مصر گئے اور آپ کے سنت سے متعلق علم میں مزید اضافہ ہوا تو آپ نے پایا کہ جو کچھ آپ نے عراق میں لکھا تھا اس میں غلطیاں بھی تھیں۔ لہذا آپ نے اپنا پہلا مذہب پورا تبدیل کر دیا اور ایک نیا مذہب کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ

کے مطابق قائم ہوا۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کے کلام میں سے ہے کہ فرمایا:

"مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ظاہر ہو جائے تو اس کے لیے بالکل بھی روا نہیں کہ وہ کسی کے قول کی خاطر اسے چھوڑ دے"[7]۔

خواہ وہ کوئی بھی ہو، صحابہ سے لے کر دنیا کے آخری انسان تک۔ کسی ایک کے لیے بھی تعصب نہ کرے خواہ اس کا مقام و مرتبہ کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو، چہ جائیکہ کسی جاہل، کذاب و احمق کے لیے کرے، اور ان کی آراء کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مقدم کرے۔

جو کوئی مذاہب کی ان میں پائی جانے والی غلطیوں اور ان پر علماء کے رد کے باوجود تقلید کرتے ہیں وہ پھر بھی ان حزبی نسبتوں والوں سے بہتر ہیں کہ جن میں جاہلوں اور بیوقوفوں کی تقلید کی جاتی ہے، (حدیث کے مطابق) وہ جاہلوں کو اپنا بڑا بنالیں گے پس وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"معلمین کو ایسا نہیں کرنا چاہیے کہ وہ لوگوں کو حزبیت میں مبتلا کریں، اور کچھ ایسا کریں کہ جس سے ان کے مابین بغض وعداوت جنم لے، بلکہ انہیں تو بھائیوں کی طرح ہونا چاہیے جو نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۠ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدۃ: 2)

(اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو، اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون نہ کرو)

ان میں سے کسی کے یہ لائق نہیں کہ وہ کسی سے عہد لے کہ وہ ہر اس چیز میں جو وہ چاہتا ہے اس کی موافقت کرے گا، اور جو اس سے دوستی کرے اس سے دوستی کرے گا، اور جو اس سے دشمنی کرے اس سے دشمنی کرے گا (یعنی اس کے لیے الولاء والبراء

---

[7] دیکھیں: إعلام الموقعين لإبن القيم 11/2.

کرے گا)‘‘ [8]۔

ان سے عہد لینا ہوسکتا ہے زبانی کلامی نہ بھی ہو لیکن حقیقت حال کے مطابق ایسا کرتے ہوں، اور زبان حال یہ ہو کہ آپ لازماً اس کی رائے کو لیں۔ اور ہم اللہ تعالی کے سامنے ہر دفعہ اس سے بری ہوتے ہیں کہ کوئی ہمارے قول کو اپنے خواہش نفس کے مطابق لے، اس سے ہر گز بھی اللہ عزوجل راضی نہیں ہوتا۔ اگر دو جھگڑ پڑھیں اور آپ اس کی تائید کریں جسے آپ حق پر سمجھتے ہیں، تو اگرچہ وہ حق پر ہو لیکن آپ نے محض اپنے خواہش نفس کی وجہ سے اس کی تائید کی ہوگی تو آپ گنہگار ہیں۔ کیونکہ بلاشبہ آپ پر یہ واجب تھا کہ محض اللہ تعالی کے لیے مخلص ہوکر سوائے حق کے اور کچھ نہ چاہتے ہوئے، اور حق کے سوا کسی کی نصرت کا جذبہ نہ رکھتے ہوئے ایسا کرتے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاۗءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ﴾

(النساء:135)

(اے لوگو جو ایمان لائے ہو! انصاف پر پوری طرح قائم رہنے والے، اللہ کے لیے گواہی دینے والے بن جاؤ، خواہ تمہارے اپنے یاوالدین اور قرابت داروں کے خلاف ہو)

اگر آپ کے والد کسی مسئلے میں غلطی کر جاتے ہیں اور ان کا مخالف فاجر ترین انسان ہو یا کافر ہو جبکہ آپ کے والد نیک صالح و متقی ہوں، مگر حق اس مخالف کے ساتھ ہو تو آپ پر واجب ہے کہ کلمۂ حق بولیں خواہ دین میں ہو یا دنیا میں۔

لیکن اگر کوئی شخص کسی کی تقلید اپنی خواہش نفس کی پیروی میں کرتا ہے اور اپنے ہاتھ وزبان سے اس کی نصرت کرتا ہے بغیر یہ جانے کے حق اس کے پاس ہے بھی کہ نہیں تو یہ اہل جاہلیت میں سے ہے۔ اگرچہ جس کی وہ اتباع کررہا ہے وہ صواب بات کو پا بھی لے تب بھی اس کا یہ عمل غیر صالح ہے۔ اور اگر جس کی اتباع کررہا ہے وہ غلطی پر ہو تو یہ گنہگار ہے۔ پس لازم ہے کہ انسان محض اللہ کے لیے مخلص ہوکر ایسا کرے، حق کی تلاش کرے، اور اس کے اہل کی اتباع کرے، اور اس حق اور اہل حق کی نصرت کرے، یہ ہے جو ایک مومن سے مطلوب ہے۔

اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ میں سے کوئی بھی اپنے ہوائے نفس کی پیروی کرنے والا نہ ہو یا باطل کی نصرت کرنے والا۔ جس کسی میں اس ضعف وکمزوری میں سے کچھ ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے بارے میں اللہ تعالی سے ڈرے اور اس کی جانب تائب ہو۔

---

[8] مجموع الفتاوی 15/28.

اور یہ بات جان لے کہ بے شک اسے فلاں وفلاں ہرگز بھی کوئی نفع نہیں دے سکیں گے، اور اگر اس نے فلاں فلاں کی پیروی میں اپنی خواہش نفس کی پیروی کی، تو یہ ایک مہلک مرض ہے اور اس کا خطرہ اس پر شدید ترین ہے۔ لہذا اسے چاہیے کہ اللہ تعالی کے حضور تائب ہو، اور اپنے چہرے اور دل کو اس کے آگے جھکا دے۔ کیونکہ بے شک یہی اسلام کا تقاضہ ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا﴾ (النساء: 125)

(اور دین کے لحاظ سے اس سے بہتر کون جس نے اپنا چہرہ اللہ کے لیے تابع کر دیا، اور وہ نیکوکار بھی ہو، اور اس نے ابراہیم کی ملت کی پیروی کی، جو (اللہ کے لیے) یکسو تھے)

اپنے نفس کو اللہ تعالی کے سپرد کر دیا، اپنے دین کو، اخلاص کو اور عمل کو اللہ تعالی کے لیے کر دیا۔ وہ سوائے حق کے کسی کے پیچھے نہیں جاتا۔ یہ ہے حقیقی اسلام اور اس سے بہتر دین والا کوئی نہیں۔

اللہ تعالی آپ سب کو توفیق دے اور آپ کے قدموں کو سیدھے راستے پر چلائے۔

تصدیق نامہ

مندرجہ بالا مواد توحیدِ خالص ڈاٹ کام کی جانب سے نظر ثانی کیا گیا ہے اور ہمارے علم کے مطابق اس میں کتاب وسنت اور فہم سلف صالحین کے مخالف کوئی بات مندرج نہیں۔ آپ اگر ٹائپنگ وغیرہ میں کوئی بھی غلطی محسوس کریں تو ضرور مطلع فرمائیں۔ اسی طرح سے اگر ترجمے میں کسی بھی قسم کی غلطی، تضاد، نقص یا ابہام پائیں، یا پھر اصل عربی متن کے مقتضی کے خلاف کوئی اور معنی ومفہوم بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہو، یا پھر تیار کردہ مواد میں کوئی بھی بات قرآن وسنت اور فہم سلف صالحین کے خلاف ہو تو ضرور ہمیں مطلع فرمائیں

info@tawheedekhaalis.comاور براہ مہربانی غلطی کی نشاندہی مکمل حوالے کے ساتھ کی جائے تاکہ فوری اصلاح ممکن ہو۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ ہم میں سے کوئی آپ کے دینی مسائل کا جواب یا فتوی دینے کا مجاز نہیں بلکہ اس سلسلے میں علماء کرام سے براہ راست رابطہ کیا جائے۔ البتہ اگر آپ کے پاس کوئی مفید تجاویز ہوں تو ہم اس پر ضرور غور کریں گے۔